ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

ضیاء القرآن اور تفہیم القرآن: منہج و اسلوب، امتیازات و خصوصیات اور تقابلی تجزیہ

Understanding the Quran and Illumination of the Quran: Methodology, Style, Distinctions, Characteristics, and Comparative Analysis

Samia Gull
M Phil Scholar, Islamic Studies, IHA, KFUEIT RYK
Samiagull5595@gmail.com
Dr. Shahid Habib
Assistant Professor, Islamic Studies, IHA, KFUEIT RYK shahid.habib@kfueit.edu.pk
Dr. Majid Rashid
Assistant Professor, Islamic Studies, IHA, KFUEIT RYK Majid.rashid@kfueit.edu.pk

Abstract

The commentary "Zia-ul-Quran" by Pir Muhammad Karam Shah Al-Azhari stands as a distinguished scholarly work that spans from Surah Al-Fatihah to Surah An-Nas, encompassing 3580 pages across five volumes. This monumental effort is revered for its methodological rigor, unique style, and comprehensive approach to understanding the Quran. It addresses linguistic, theological, and socio-cultural aspects while engaging with contemporary issues and scientific advancements. Emphasizing moderation and justice, it refutes false ideologies, upholds the Ahl-e-Sunnah perspective, and integrates literary and mystical dimensions with a balanced discourse. "Zia-ul-Quran" serves as a beacon for seekers of knowledge, guiding them through profound insights into Quranic exegesis and fostering a deeper spiritual connection with the divine text.

Keywords: *Quranic Exegesis, Zia-ul-Quran, Methodology, Comparative Analysis, Spiritual Insights*

تمہیدی کلمات

تفہیم القرآن اور ضیاء القرآن کے موضوع پر یہ تحقیقی مقالہ ضیاء القرآن پیر محمد کرم شاہ الازہری کی تفسیر "ضیاء القرآن" کے منہج، اسلوب، امتیازات، خصوصیات اور تقابلی تجزیہ پر مبنی ہے۔اس تفسیر نے قرآنی متون کو نہایت ماہرانہ اور جامع طریقے سے سمجھانے کی کوشش کی ہے، جس میں زبانی، دینی، اور ثقافتی پہلوؤں کو دھیان میں رکھا گیا ہے۔اس کی تفسیر میں عدل وانصاف، باطل افکار کا رد، اور اہل سنت کی حمایت شامل ہیں، جو اسے ایک بہترین تفسیر کے طور پر قرار دیتے ہیں۔اس کے علاوہ، ادبی اور تصوفی پہلوؤں کو بھی اس نے شامل کیا ہے جو قاری کی روحانیاتی ارتباط کو بڑھانے میں مدد فراہم کرتا ہے۔

تفسیر ضیاء القرآن کا اجمالی تعارف

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہؒ نے تفسیر ضیاء القرآن مرتب فرما کر ہم پر جو احسان عظیم فرمایا اس حوالے سے تفسیر ضیاء القرآن کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو کرنے کی سعی کریں گے۔سب سے پہلے تاریخ تفسیر پر کچھ جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔تفسیر ضیاء القرآن عظیم مفکر، صوفی بزرگ جید عالم دین حضرت چیف جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری کی شہرہ آفاق تفسیر ہے جسے اللہ تعالی نے قبول عام سے نوازا ہے۔یہ قرآن کی سورۃ فاتحہ سے لیکر سورۃ الناس تک مکمل تفسیر ہے۔اس کی پانچ جلدیں اور بڑے حجم میں 3580 صفحات ہیں۔

۱۔پہلی جلد۔

سورۃ فاتحہ سے لیکر سورۃ الانعام تک ہے۔

۲۔دوسری جلد

سورۃ الاعراف کے شروع سے لیکر سورۃ اسراء کے آخر تک ہے۔

۳۔تیسری جلد

سورۃ الکہف سے شروع سے لے کر سورۃ السجدہ کے آخر تک ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

۴۔چوتھی جلد

سورۃ الاحزاب سے شروع سے سورۃ الطور تک کے آخر تک ہے۔

۵۔پانچویں جلد

سورۃ النجم کے شروع سے لیکر سورۃ الناس کے آخر تک ہے۔

آپ نے یہ تفسیر اردو زبان میں قلمبند کی اور تفسیر کی زبان رواں اور اسلوب بہت سہل ہے تا کہ قرآن کریم کو عام قاری بھی آسانی سے سمجھ سکے اور اس کے مفاہیم اسکے دل و دماغ میں راہ پا سکیں۔ تفسیر کو لکھنے میں اور ترتیب دینے میں بیس سال کا عرصہ صرف ہوا۔ اسکی ابتداء رمضان المبارک 1379ھ کو ہوئی جبکہ تکمیل رمضان المبارک 1399ھ کو ہوئی۔([1])

ضیاء القرآن کی تعلیمی و تدریسی اہمیت

عصر رواں کے عظیم سکالر جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری کی زندگی کا بہترین سرمایہ آپ کی ذہنی کاوشوں کا اچھوتا شاہکار تدبر و تفکر کا بے مثال نمونہ، قرآن کریم کے بحر بیکراں میں غواصی سے حاصل ہونے والا نایاب موتیوں کا خزانہ "تفسیر ضیاء القرآن" کی شکل میں ہمارے پاس موجود ہے۔ اردو زبان میں نمایاں مقام کی حامل یہ تفسیر پانچ جلدوں پر مشتمل ہے اور پیر محمد کرم شاہ کی بیس سالہ طویل اور جانگسل محنت شاقہ کا نتیجہ ہے۔ جدید و قدیم علوم کے حسین امتزاج کی حاملہ اس تفسیر کے ہر لفظ سے قرآن حکیم کے اعجاز اور محبت رسول ﷺ کی خوشبو آتی ہے۔[2]

صاحب ضیاء القرآن نے اپنے بے بہا علم اور تحقیق و جستجو سے معارف اور معالم قرآن کے ہر طالب کی تسلی کا سامان کیا۔ منہاج القرآن کے ہر متلاشی کو راہ دکھلائی، تفکر و تدبر قرآن کے بحر بیکراں میں غواصی کرنے والوں کا ہاتھ تھاما۔ فیوض قرآن کے چشموں سے ہر قاری کو سیراب کیا، تنویر قرآن کی کرنوں سے تاریک دلوں کو منور کیا۔ احکام قرآن کی صحیح توجیح کی، تذکر و موعظت قرآن کا حق ادا کیا اور ایسا قرآنی شعور انقلاب دیا جو ضیاء القرآن کے قارئین کے دلوں کو گرماتا رہے گا۔

"ضیاء القرآن کے علمی، ادبی اور فنی محاسن پر بہت کچھ لکھا گیا اور ان شاء اللہ لکھا جائے گا زیر نظر مضمون کا تعلق درج ذیل سوالوں سے ہے کہ ضیاء القرآن پاکستان کے تعلیمی اداروں میں اسلامیات کے نصاب کی ضروریات کو کس حد تک پورا کرتی ہے۔؟ علوم اسلامیہ کا طالب علم دیگر اردو تفاسیر کے مقابلے میں "ضیاء القرآن" کا انتخاب کیوں کرے؟ "ضیاء القرآن" کی تعلیمی، تدریسی اور نصابی اہمیت کیا ہے؟ پہلا سوال کہ اسلامیات کے نصاب کی ضرورت کتنی پورا کرتی ہے؟ قرآن کے طالب علم کو سب سے پہلے الفاظ کی لغوی، نحوی اور صرف وضاحت درکار ہوتی ہے۔ جس کے لیئے اسے مفردات امام راغب، لسان العرب اور القاموس المحیط جیسی قدیم اور ضخیم کتب لغت کی ورق گردانی کرنا پڑتی ہے۔ حضور ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری نے طلبہ کی یہ مشکل حل کر دی۔ اور آئمہ فن کے مستند اقوال سے ہر اس لفظ کی لغوی اور نحوی وضاحت کر دی جو طلبہ کے ذہن میں الجھن اور سنجیدگی پیدا کر سکتا ہے۔ لغوی وضاحت کے بعد ضیاء الامت پیر صاحب لفظ کا اصطلاحی مفہوم بیان کرتے ہیں۔ لغوی اور اصطلاحی مفہوم میں جو مناسبت و موزونیت ہوتی ہے اس کے چند ایک نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

١۔سورۃ المائدہ لفظ "وسیلہ" کے ذیل میں ضیاء الامت پیر صاحب رقمطراز ہیں۔

"ابن منظور لفظ وسیلہ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں "**الوسیلة فی الاصل ما یتوصل الی الشئی و یتقرب به الیه**"

یعنی جس چیز کے زریعے کسی تک پہنچا جائے اور اس کا قرب حاصل ہو اسے وسیلہ کہتے ہیں۔

---

[1]۔ضیائے حرم، ضیاء الامت نمبر، اپریل مئی 1999ء، 26

[2]۔ظہور احمد اظہر، ڈاکٹر، ضیاء حرم، ستمبر، 2005ء، ص:61

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

والوسيلة كل مايتقرب به(3)

ایمان، نیک اعمال، عبادات، پیروی سنت اور گناہوں سے بچنا یہ سب اللہ تعالیٰ تک پہنچنے اور اس کا قرب حاصل کرنے کا وسیلہ ہیں۔

۲۔لفظ "شعائر" کے ضمن میں آپ لکھتے ہیں

"امام ابن جریر شعائر کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شعیرۃ بروزن فعیلہ ہے اور اس کا مطلب ہے وہ علامت جس سے کسی چیز کی پہچان ہو سکے۔"وشعائرة التی جعلها امارات بین الحق والباطل "جس سے حق و باطل کی شناخت ہو سکے ان کو شعائر کہتے ہیں(4)

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ اور مصادر تفسیر

علماء نے تفسیر قرآن کے بنیادی طور پر چار ماخذ بیان کیئے ہیں۔

قرآن مجید

حدیث نبوی ﷺ

اقوال صحابہ

اقوال تابعین

پیر محمد کرم شاہؒ کے بھی بنیادی مصادر یہی ہیں جن سے آپ نے استفادہ کیا ہے۔

آداب مفسر اور پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ

علماء کرام نے مفسر کے درج ذیل اوصاف بیان کئے ہیں۔

حسن نیت

حسن خلق

اطاعت باری تعالیٰ

تواضع

عزت نفس

حق گوئی و بے باکی

فضول گفتگو سے پرہیز

سچائی کی تلاش

نقل میں مکمل احتیاط

اپنے سے اعلیٰ کی تقدیم

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ کی ذات گرامی ان تمام صفات کا پیکر اتم تھی۔ اللہ تعالیٰ کے اس برگزیدہ بندے کی زندگی کا مقصد سوائے رضائے الٰہی کے اور کچھ نہ تھا آپ کا خلق مظہر خلق مصطفیٰ ﷺ تھا۔ اطاعت باری تعالیٰ آپ کی رگ رگ میں سما چکی تھی۔ آپ خودداری اور عزت نفس کے امین تھے۔ حق گوئی و بے باکی تو رگ رگ اور ریشہ

3۔ الازہری، کرم شاہ، پیر، تفسیر ضیاء القرآن، ۱:۴۶۶

4۔ ایضاً، ۱:۴۳۶

ریشہ میں سمائی ہوئی تھی۔ جب بھی کلام فرماتے حکمت و دانش کے موتی جھڑتے حق کی تلاش تو گویا اس مرد درویش کی منزل تھی۔ اکثر لمبی لمبی راتیں مطالعہ کی میز پر گزر جاتیں۔ جب کوئی بات نقل فرماتے اصل کتاب دیکھ کر مکمل احتیاط سے نقل کرتے اور دوسروں کی تقدیم کا جذبہ تو اس قدر تھا کہ آدمی ورطہ حیرت میں گم ہو جاتا۔(5)

تفسیر ضیاء القرآن کا منہج واسلوب

ہر شخصیت کے کچھ تخلیقی عناصر ہوتے ہیں۔ یہ تخلیقی عناصر کسی بھی شخصیت کے افکار و نظریات اور تحریر پر گہرا اثر مرتب کرتے ہیں۔ اس اصول کی روشنی میں اگر جسٹس ضیاء الاسلام محمد کرم شاہؒ کی شخصیت کا جائزہ لیں تو درج ذیل تخلیقی عناصر کا سراغ با آسانی لگایا جا سکتا ہے۔

۱۔ گھر میں والد گرامی حضرت پیر غازی محمد شاہؒ کی تربیت

۲۔ پیر سیال شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالویؒ سے نسبت و ارادت

۳۔ حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادیؒ اور شیخ ابو زہرہؒ سے شرف تلمذ

گویا گھر کے پاکیزہ ماحول، اساتذہ کی فکری راہنمائی، پیر سیال کے تذکیہ نفس اور حضرت علامہ اقبالؒ کے کلام میں پایا جانے والا سوز و درد اکٹھے ہوئے تو ضیاء الامت کی صورت میں ایک "مرد مومن" کا وہ پیکر ہمارے سامنے آیا ہے جس کا وجود خاکی، اندیشہ افلاکی اور فکر آفاقی تھی۔ آپ کی شخصیت کے تخلیقی عناصر میں کسی نے آپ کو علم و دانش سکھایا، کسی نے آپ کے وجود مسعود میں سوز اور اخلاص کا رنگ بھرا، کہیں سے حکمت و فلسفہ کے یہ سارے انوار آپؒ کی تحریروں کا حصہ بنے۔ انہیں چیزوں نے آپ کی تحریروں کو موثر بھی بنایا اور مقبولیت بھی ملی۔

تفسیر ضیاء القرآن کے اسلوب کو سمجھنے کے لیئے جہاں مندرجہ بالا تخلیقی عناصر کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے وہاں اس تفسیر کے بنیادی آخذ بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہیں۔ تفسیر لکھتے وقت اگرچہ متقدمین و متاخرین اور ہم عصر علماء کی تفاسیر کے علاوہ کتب احادیث، لغات، تحقیقی رسائل میں شائع ہونے والے مضامین، کتب تصوف اور انسائیکلوپیڈیا پیر محمد کرم شاہ الازھریؒ کے پیش نظر رہے لیکن سب سے زیادہ حوالہ جات علامہ آلوسی کی تفسیر روح المعانی، قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کی تفسیر مظہری اور امام قرطبی کی الجامع الاحکام القرآن کے ہیں۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ یہ تفاسیر تفسیری رجحانات کے حوالے سے جامعیت کا عنصر لیئے ہوئے ہیں اور اپنی بعض انفرادی خصوصیات کی بناء پر معروف بھی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ضیاء القرآن سابقہ مفسرین کے اقوال و آراء کا بیش قیمتی گنجینہ ہے اس میں جدید و قدیم تمام تفسیری رجحانات کی جھلک دیکھی جاسکتی ہے۔ تفسیر ضیاء القرآن میں آپ کو یہ حقیقت نظر آئے گی کہ اسلام فرد اور معاشرے کے جملہ روحانی اور تہذیبی مسائل کا سائنسی اور علمی زبان میں متعین اور جچا تلا حل پیش کرتا ہے۔(6)

تفسیر ضیاء القرآن کی تفہیم کیلئے اہم نکات، امتیازات و خصوصیات

تفسیر ضیا القرآن کے مندرجہ ذیل امتیازات ہیں جو اختصار سے ذکر کیئے جاتے ہیں۔

ضیا الامت پیر محمد کرم شاہؒ طرز ادیب ہیں۔ مستقبل کا ادبی مورخ جب آپ کے ادبی شہپاروں پر نگاہ ڈالے گا تو وہ بھی حیرت زدہ ہو کر سوچے گا کہ اس انداز کو کیا نام دیا جائے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہر جملے اور فقرے پر روح ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہؒ تاباں ہوتی ہے۔ صاحب طرز ادیبوں نے اپنی طرز زبان کی نوک پلک سنواری ہے اور فرضی قصوں کے میدان میں اپنے قلم کو دوڑایا ہے مگر ضیاء الامتؒ نے اس قلم سے خدمت قرآن، دفاع حدیث اور عظمت مصطفیٰ ﷺ کا عظیم کام لیا ہے۔ علماء کے بارے میں عام طور پر یہ رائے پائی جاتی ہے کہ علماء سب کچھ ہو سکتے ہیں مگر ادیب نہیں ہوتے۔ اس رائے کو حضور ضیاء الامتؒ نے غلط ثابت کر دیا ہے۔ لیکن اہم امتیاز اس مقام پر

5۔ چشتی، حبیب اللہ، ضیاء الامت، 143

6۔ چشتی، حبیب اللہ، ضیاء الامت، 143

ذکر کرنا ضروری ہے کہ حضور ضیاء الامتؒ نے تہذیبی، سیاسی، اقتصادی اور روحانی مسائل کا حل سر سید اور ان کے دیگر مقلدین کی طرح معزرت خواہانہ لہجے میں نہیں دیا بلکہ پیر غازی محمد شاہؒ کی مجاہدانہ للکار اور اسلاف سے ملنے والے علمی ورثہ کی روشنی میں انتہائی متانت و وقار کا اسلوب اختیار کیا ہے۔(7)

محبت رسول ﷺ

محبت رسول ﷺ وہ لازوال قوت ہے جو نہ صرف ہماری تقدیر کو بدل سکتی ہے بلکہ کھویا ہوا وقار و عظمت بھی واپس دلا سکتی ہے۔ صاحبان نظر کو ضیاء القرآن کے حرف حرف سے محبت رسولؐ کے چشمے پھوٹتے نظر آتے ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میں نے ضیاء القرآن پڑھتے ہی اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ مفسر سیرت ضرور لکھے گا۔ کیونکہ اس کی ہر سطر نبی رحمت ﷺ سے بے پناہ محبت و الفت کا پیغام دیتی ہے۔ اس لیئے یہ حقیقت ہے کہ تفسیر ضیاء القرآن کو آنسوؤں کا نذرانہ دیئے بغیر پڑھا ہی نہیں جا سکتا۔ آپ عصر حاضر کی دو تفاسیر تفہیم القرآن اور تدبر قرآن کا بغور مطالعہ کریں (بالخصوص سورۃ الکوثر، سورۃ الاخلاص اور بالعموم دیگر مقامات کا) تو معلوم ہو گا کہ تفسیر ضیاء القرآن میں نعت مصطفی ﷺ کا جو اہتمام ہے وہ ان دونوں میں نہیں ہے۔ گویا حضور ضیاء الامت نے ضیاء القران میں دلائل سے ثابت کر دیا ہے قرآن فہمی صاحب قرآن کے جلوے کے بغیر ممکن نہیں۔

اختصار و جامعیت

ضیاء القرآن متداول اردو تفاسیر، معارف القرآن، تفہیم القرآن، تدبر قرآن، تبیان القرآن اور تفسیر نعیمی سے کمیت میں کم مگر کیفیت میں زیادہ نظر آئے گی۔ گویا فاضل مفسرؒ نے فنی مباحث میں الجھے بغیر تلمیذ قرآن کو قرآن کے حضور لا کھڑا کر دیا ہے۔ قصہ ہاروت و ماروت ہی کو لے لیں۔ تبیان القرآن میں دو تین صفحات کی بحث ہے اور ضیاء القرآن نے چند سطور میں اس قصہ کو بیان کر دیا ہے۔

اسرائیلیات کا رد

بعض مفسرین نے ہر روایت نقل کرنے کے شوق میں یا بعض نے ضخامت میں اضافہ کی خاطر بعض ایسی اسرائیلی روایات نقل کر دیں جو مقام نبوت کے شایان شان نہ تھیں۔ ضیاء القرآن میں ایسی روایات پر سخت تنقید کی گئی ہے اور انہیں عقلی و نقلی دلائل سے باطل ثابت کیا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ، حضرت یعقوبؑ اور حضرت سلیمانؑ کے حوالہ سے ایسی آیات کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

نبی کریمؐ کی ذات اقدس کے بارے میں بھی جو باطل تفسیری روایات مشرکین کے ہتھے چڑھیں ان کا بھی پوری علمی دیانت اور تحقیق سے جائزہ لیا گیا۔ ایسے مقامات پر آپ کو علم اور عشق کا حسین امتزاج نظر آئے گا واقعہ غرانیق اس کی بہترین مثال ہے۔

لغوی و نحوی تحقیقات

صاحب تفسیر ضیاء القرآن رقمطراز ہیں "جہاں کوئی لغوی و نحوی یا صرفی الجھن اور پیچیدگی نظر آئی میں نے کوشش کی ہے کہ آئمہ فن کے مستند حوالوں اور اقوال سے اس کا حل پیش کروں تا کہ کوئی خلش باقی نہ رہے"

باطل افکار کا رد

جدید و قدیم عقلیت زدہ افکار کا علمی محاسبہ آپ کو ضیاء القرآن میں متعدد مقامات پر نظر آئے گا۔ اس سے یہ بھی عیاں ہے ہو گیا کہ ہر دور کی باطل فکر کو نیست و نابود کرنے کی صلاحیت صرف قرآن ہی میں ہے۔ سر سید احمد خان کی غلط فہمیوں، پرویز کی بے راہ روی اور انگریز کے جھوٹے نبی کی نادانیوں کا تحقیقی جائزہ علمی حلقوں کے لیئے صاحب ضیاء القرآن کا انمول تحفہ ہے۔

اہل سنت کے موقف کی وضاحت

7۔ چشتی، حبیب اللہ، ضیاء الامت، 143

قدیم وجدید گمراہیوں نے اپنے گمراہ کن نظریات کی ترویج کے لیئے جہاں قرآن کا سہارا لیا ان مقامات پر حضور ضیاء الامتؒ نے اپنے موقف کو دوٹوک الفاظ میں واضح طور پر بیان کر دیا ہے۔ایسے مقامات پر حضرت کا اپنے نظریات کی حقانیت پر یقین اور ان پر استقامت بھی ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔نبی کریم ﷺ کے اوصاف وکمالات کا تذکرہ ہو یا صحابہ کی جانثاری اور عظمت کا ذکر آپؒ نے اس بیان میں کسی بخل کا مظاہرہ نہیں کیا بلکہ دلائل کے انبار لگائے۔معتزلہ اور خوارج قدیم ہوں یا جدید ان کی خشک علمی موشگافیوں کی بھی خوب خبر لی۔آپ نے جو لکھا وہ تفسیر میں آپ کے مسلک ورجحان کا آئینہ دار ہے اس جملہ پر غور کریں گے تو آپ کو ضیاء القرآن کا اسلوب بھی واضح معلوم ہو جائے گا اور صاحب تفسیر کی بلند نگاہی اور عقیدہ بھی۔آپ لکھتے ہیں:

"زمخشری،معتزلی اور اس کے پیروکاروں نے یہاں بڑی ٹامک ٹوئیاں ماری ہیں اور ایسی باتیں لکھی ہیں جن سے حضورؐ کی دامن عصمت پر حرف آتا ہے آپ آئمہ اہل سنت کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں جن کو حق تعالی نے حق فہمی اور محبت مصطفیٰؐ دونوں نعمتوں سے مالامال فرمایا"۔

آپ کے ان الفاظ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آپؒ صحیح العقیدہ ہونے کے ساتھ ساتھ محبت رسولؐ کی دولت سے بھی مالامال تھے۔

ادبی پہلو

تفسیر ضیاء القرآن فقط دینی ادب میں ایک اضافہ نہیں بلکہ اس تفسیر سے ایک عرصہ بعد اردو کو بھی ایک صاحب طرز ادیب میسر آیا۔اس پہلو میں ابلاغی حوالہ سے ایک اہم مقام ہے کہ پیغام کو دوسروں تک پہنچانے کے لیئے احسن ادا کا خیال بھی ضروری ہے۔درحقیقت یہ سب سنت رسولؐ کی اتباع میں کیا گیا ہو گا بہر حال ادب کا بہترین شاہکار ہے۔پروفیسر احمد بخش حضرت ضیاء الامتؒ کے ادیبانہ انداز کے حوالہ سے لکھتے ہیں:"اردو ادب میں بے شک ابو الکلام آزاد، مولانا ظفر علی اور شورش کاشمیری کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا لیکن ضیاء الامت کی تصانیف کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات بلا خوف وتردید کہی جاسکتی ہے کہ بامقصد اور جاندار تحریر میں آپ اردو ادب کے صف اول کے ادیبوں سے بھی چند قدم آگے نکل گئے"

عمدہ الفاظ کا استعمال،زور بیان اور دعوت عمل میں تاثیر ادب کی تحریر کا حصہ ہیں بعض مقامات پر فارسی اردو شعراء کا کلام عبارت میں مزید حسن ورعنائی پیدا کرتا ہے۔

تصوف کی چاشنی

صوفیہ کے حوالے سے قرآن کریم کی بعض آیات کی تفسیر اس طرح کی گئی ہے کہ قرآن کریم کے ظاہری مفہوم پر بھی کوئی حرف نہ آئے۔بعض مقامات پر کسی آیات کے حوالے سے کوئی وظیفہ بھی لکھ دیا ہے۔یہ انداز دعوت فکر بھی ہے اور طرز زندگی کا مطالعہ کرنے کا داعی بھی جس نے اسلام کو ظاہری رسوم ہی کے ذریعہ ہی نہیں بلکہ اس کی روح کے ساتھ سمجھا۔یہ طرز اس کوشش کا مظہر بھی ہے کہ نسل نو کو اسلاف سے پیوستہ کیا جائے ان کا احترام سکھایا جائے۔ہر کوئی اس حقیقت کو دیکھ سکتا ہے کہ پوری تفسیر میں مفسر نے کہیں بھی اپنا علمی رعب ودبدبہ دکھانے کی کوشش نہیں کی بلکہ عجز وانکساری کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہیں دیا اسی لیئے اللہ نے چہار دانگ عالم میں اس کو پھیلا دیا۔[8]

قرآن اور جدید سائنسی تحقیقات کے حوالہ سے مؤقف

جدید تعلیم یافتہ طبقہ نظریات کو سائنس کے تناظر میں دیکھنے کا عادی ہے اور علامہ طنطاوی نے قرآن کا دیکھا ہی یہ پہلو ہے۔قرآن کے نزول کا یہ مقصد نہ تھا،حضور ضیاء الامتؒ نے اس نقطہ نظر پر تنقید کی ہے اگر کہیں ضیاء القرآن میں سائنسی حوالہ آیا وہ صرف سائنسدانوں اور علم سائنس کو قدرت الہٰی اور علم الہٰی کے سامنے بے بس ظاہر کرنے کے لیئے آپ نے اپنا موقف ان الفاظ میں بیان فرمایا

"آیات قرآنی کو کسی قدیم یا جدید نظریہ کا پابند کرنا قرآن کے مزاج کے خلاف ہے۔کچھ وقت کے لیئے کسی نظریہ سے ہم آہنگ کر کے لوگوں کو بتایا جاسکتا ہے کہ ارشادات بھی وہی ہیں جن کو فلاں فلسفی یا فلاں سائنسدان نے پیش کیا لیکن اب خود فرمائیں اگر کچھ عرصہ بعد ان نظریات کا

---

8 ۔شمس، پروفیسر، ہمایوں عباس، ضیائے حرم، ۴۱، اپریل ۲۰۰۲ء

بطلان ہو گیا تو کیا اس کی زد آیات قرآن پر نہیں پڑے گی۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ قرآن تخلیق کائنات کی تفصیل بیان کرنے والی کتاب نہیں بلکہ رشد وہدایت کا صحیفہ ہے اس میں جہاں کہیں نفسی و آفاقی آیات کا ذکر کیا گیا ہے اس کا مدعا اللہ تعالی کی عظمت و کبریائی اور علم وحکمت کا ظاہر کرنا ہے"

نقشہ جات کا استعمال

قرآن کریم کے مختلف مقامات کے نقشہ جات کو تفسیر میں شامل کیا ہے۔ جیسے مقامات حج، غزوہ احد، غزوہ بدر، عہد رسالت وغیرہ میں عرب قبائل کے مساکن کے نقشہ جات۔ تفسیر قرآن کو سمجھنے کے لیئے یہ نقشہ جات بہت مفید ہیں۔

مدلل اسرائیلی روایات

اسرائیلی روایات سے کافی حد تک احتراز کیا ہے۔ جو اسرائیلی روایات نقل کی ہیں وہ بھی ایسی ہیں کہ جن کا نقل کرنا علماء کے نزدیک جائز ہے۔

فضائل سورۃ سے اجتناب

سورتوں اور آیات کے فضائل سے اجتناب کیا ہے سوائے چند مقامات کے۔

جمالی منہج

قرآن کریم کی عبارات پھر ان کے معانی کا ترجمہ پھر تفسیر یہ ترتیب بہت ہی خوبصورت ہے۔

مقامی سہل زبان

اس تفسیر کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس کو مقامی زبان اردو میں تالیف کیا گیا ہے۔ صاحب تفسیر نے نہایت آساں رواں اور شستہ زبان استعمال کی ہے حتی کہ ہر شخص اس کو پڑھ کر سمجھ سکتا ہے اور اس سے استفادہ کر سکتا ہے۔ اور جہاں جہاں دوسری زبانوں کی عبارتیں نقل کی ہیں مثلاً عربی، فارسی اور انگریزی ان تمام کا اردو ترجمہ کر دیا ہے۔

قدیم وجدید کتابوں سے رجوع

مختلف قدیم وجدید تفسیر کی کتابوں سے رجوع کر کے ان سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔

معاشرتی مسائل پر خاص توجہ

ان معاشرتی مسائل پر خصوصی توجہ مبذول فرمائی ہے جو مسلم معاشرہ کے لیئے بہت اہمیت کے حامل ہیں۔

فہرست

آپ نے مذکورہ سورتوں اور ان کے حواشی کی فہرست کے علاوہ ہر جلد کی ابتداء میں مذکورہ نقشہ جات کی فہرست بھی دی ہے۔ ہر جلد کے آخر میں لغوی تحقیقات، نحوی تحقیقات کی فہرست، پھر ہر جز میں موجود مطالب اور موضوعات کی فہرست بھی دی ہے۔

تفسیر ضیاء القرآن کا پیغام

اجمالی طور پر تفسیر ضیاء القرآن کا پیغام ان الفاظ میں بیان کیا جا سکتا ہے۔

> "کلام الہی کے فہم وادراک کے لیئے ہم بیرونی سہاروں کے محتاج نہیں اس کلام کو قرآن ناطق کے اسوہ حسنہ کی روشنی میں سمجھنا ہو گا کیونکہ عقل اور علم چراغ راہ ضرور ہیں منزل نہیں اور ہمارا رویہ "عقل قربان کن بہ پیش مصطفیٰ" ہونا چاہیے۔ ہدایت کے لیئے صرف قرآن ہی ہے اور زمان ومکان کے تغیرات کو اپنے الجھے ہوئے گیسو اس آئینے میں سنوارنے ہونگے۔ سلف صالحین کا طرز عمل ہی نجات کا زریعہ ہے۔ تفسیر ضیاء القرآن محکوم بن کر جینا نہیں سکھاتی بلکہ طاغوت سے پنجہ آزمائی کا پیغام دیتی ہے۔ یہ تفسیر اسلامی تہذیب وثقافت سے روگردانی اور اس کی ناقدری کا درس

حرف و سخن HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

نہیں دیتی بلکہ اس تہذیب کو انسانیت نجات دہندہ قرار دیتی ہے اور اس پر فخر کرنے کی تلقین کرتی ہے۔ یہ نوجوان نسل کے لیئے درس ہے جستجو کا اور علم کے شوق میں آبلہ پا ہونے کا۔([9])

اعتدال و انصاف

ہمارے اکثر مفسرین خصوصاً برصغیر کی حد تک اپنے مسلک کو سامنے رکھ کر تفسیر فرماتے ہیں کہ یہ ان کا حق بھی ہے مگر مسلک کی خدمت کا جزبہ اکثر دلائل سے ہٹ کر دوسرے مسالک کے مصائب کے بیان میں کھو جائے تو اسے قلم کی کجروی ہی کہا جا سکتا ہے اور ہمارے لٹریچر میں بشمول تفسیر اس کی فراوانی ہے۔

حضور ضیاء الامتؒ اس میدان میں بھی ہمیں یکتا نظر آتے ہیں۔ ضیاء القرآن نے مسئلہ سمجھانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا مگر قلم کو جادہ مستقیم سے ہٹنے نہیں دیا۔ راہ اعتدال کو نہیں چھوڑا۔ اس انداز کو اپنایا جائے تو امت تفرقہ بازی اور گروہ بندی سے بچ جاتی ہے۔ آپ نے مختلف مکاتب فکر کے رہنماؤں کے نام ادب سے لینے کی ریت ڈالی اور اپنے ضیاء بار قلم کو خارزاروں سے مکمل طور پر بچا لیا ہے۔([10])

تحقیقی انداز

مختلف علمی اور فقہی مسائل میں آپؒ نے خالص تحقیقی انداز کو اپنایا اور بڑی متانت سے علمی عظمت کو اجاگر فرمایا۔ **قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ** کے ارشاد ربانی کی تفسیر میں آپ عوامی انداز سے ہٹ گئے ہیں مگر کمال بصیرت سے اور انتہائی علمی انداز سے مسئلہ کی یوں وضاحت فرمائی کہ حق ادا کر دیا۔ اس تحقیق کی بنیاد ابن عباس کا ارشاد گرامی ہے اور واضح بات ہے کہ ان کے مقابلے میں کسی مفسر کا قول راجع قرار نہیں پا سکتا۔

(انک لا تھدی من احببت) کی تفسیر میں دو مسالک کے نظریات میں سے ایک کی تائید اسی انداز میں فرمائی ہے کہ دوسرے مسلک کو بھی اپنے خلاف قطعاً محسوس نہیں ہوتی۔ خاندان نبوت کی محبت کا اچھوتا انداز اپنا کر غلط انداز اپنانے والوں کو حکیمانہ اور مربیانہ انداز سے روکا ہے۔

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء"اس آیت کی تفسیر میں تحقیقی انداز بھی شامل ہے۔ مفسرین کے تحقیقی اقوال بھی نقل فرماتے ہیں مگر براہ راست آئمہ فن یعنی لغوی حضرات کی کتابوں سے مفصل حوالے بھی نقل فرماتے ہیں۔ اس طرح آپؒ نے حسن تحقیق کو یوں رنگ عطا فرمائے ہیں کہ خشک مضامین کی سنگلاخ چٹانوں پر گل و گلزار کی بہار چھا جاتی ہے اور کٹھن مضامین کے صحراؤں پر ابر باری باران رحمت برسانے لگتا ہے۔

ماضی سے رابطہ

ہمارے اکثر مفسرین نے ماضی کے مفسرین سے تو رابطہ نہیں کیا اور خود پسندی کے گھوڑوں پر سوار خود ساختہ مطالب لے لیئے ہیں رابطہ تو کیا ہے اور ان کے دستر خوان سے لطف اندوز بھی ہوئے ہیں مگر ان کا حوالہ اس لیئے نہیں دیا کہ یہ تحقیق ان کے دماغ کا شاہکار سمجھی جائے۔ یہ علمی بددیانتی ہے اگر آپ فقہ میں آئمہ فن کا حوالہ دیں گے تو آپ کے ارشاد کو تقویت ملے گی۔ آپ کا قاری سمجھے گا کہ آپ ہوا میں تیر نہیں چلا رہے بلکہ امت نے جو شاہراہ متعین کی ہے بڑی مہارت سے اس پر چل رہے ہیں۔

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ نے جن تفاسیر سے، جن کتب بلاغت سے اور جن کتب لغت سے اقتباسات لیئے اور جن سے استفادہ فرمایا ہے ان کا ذکر بھی کیا ہے اور دور حاضر کے مختلف مکاتب فکر کے جن علماء کے حوالے لیئے ہیں ان کے نام بڑے ادب سے علمی عظمت کے ساتھ لیئے ہیں اور ان کے تفاسیری مقام کا بھرپور اعتراف فرمایا ہے۔

علامہ بیضاویؒ، صاحب کشاف، امام جصاصؒ، حضرت ابن العربیؒ، امام ابن جریرؒ، صاحب تفسیر مظہری، امام رازیؒ، امام غزالیؒ، ابن کثیرؒ آپ کی تفسیر میں چلتے پھرتے نظر آتے ہیں اور علمی دنیا کے نیرہائے تاباں اپنی نورانی شعاعیں آپؒ کے دل و دماغ پر بکھرتے دکھائی دیتے ہیں۔

---

[9]۔ شمس، پروفیسر، ہمایوں عباس، ضیائے حرم، اپریل 2002ء، ص:41

[10]۔ شمس، پروفیسر، ہمایوں عباس، ضیائے حرم، ۴۱، اپریل ۲۰۰۲ء

حضرت ضیاء الامتؒ کی یہ تفسیر جنیدؒ کے تصوف غزالیؒ کے تقدس، رازی کی تحقیق اور جصاص کی دور بینی کا حسین امتزاج ہے اور تفسیر ضیاء القرآن فی الحقیقت ضیاء القرآن ہے۔[11]

یہ تھے مختصر سے انداز میں امتیازات تفسیر ضیاء القرآن جو آپ قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔ اسی طرح ہم نے اس باب میں مختصر طور پر تاریخ تفسیر، ضیاء القرآن کی تعلیمی و تدریسی اہمیت، تفسیر ضیاء القرآن کے مصادر، اس کا منہج واسلوب اور امتیازات بیان کئے ہیں۔ اللہ تعالی ہمیں ان سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس تفسیر کے زریعے ہمیں اپنی زندگیوں میں قرآن اور صاحب قرآن کی محبت والفت اجاگر کرنے کی ہمت عنایت فرمائے۔ (آمین)

تفسیر ضیاء القرآن پر علماء وادبا کے تبصرے

اب ذیل میں ہم ان تبصروں کا جائزہ لیتے ہیں جو مختلف علماء نے اس تفسیر پر کئے ہیں۔

بھارت سے آنے والے ایک خط کا عکس

محترم المقام حضرت پیر کرم شاہ مد ظلہ العالی!

اسلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! عرصہ سے پیاس تھی اپنے اللہ کی باتیں سمجھنے کی۔ سوچتا تھا کہ ہائے کیسی بدنصیبی ہے اپنے اللہ کا کلام جو آواز اور صوت سے بے نیاز ہے الفاظ کا جامہ پہن کر ہم جیسوں کی تسلی کے لیئے اتر آیا ہے اور مصطفی کریمؐ کے طفیل ہمارے گھروں میں پہنچ گیا ہے لیکن میرے اللہ نے مجھ سے کیا کہا ہے معلوم نہیں ہوتا۔ عربی نہ جاننے کا حجاب بھی ایک حجاب ہے تراجم کی مدد لی تفسیر کا بھی سہارا لیا لیکن یہ حجاب نہ اٹھا تشنگی بڑھتی گئی حتی کہ میرے اللہ کو مجھ پر رحم آ گیا اور اس کے فضل سے "ضیاء القرآن" میسر آ گئی اسے کہتے ہیں پانی کی تلاش میں مارے مارے پھر و لیکن ملتا تب ہی ہے جب وہ چاہے اور جب اس نے چاہا تو گھر میں چشمہ صافی آ گیا۔ (سبحان اللہ وبحمدہ والصلوۃ علی رسولہ)[12]

لیفٹیننٹ جنرل (ر) کے۔ ایم اظہر سیکرٹری جنرل (جے یو پی)

لیفٹیننٹ جنرل (ر) کے۔ ایم اظہر سیکرٹری جنرل (جے یو پی) کہتے ہیں کہ پیر محمد کرم شاہ نے دین کی خدمات میں سے تفسیر اور سیرت طیبہ کے مختلف گوشوں کو ضیاء القرآن اور ضیاء النبیؐ میں محفوظ کر دیا ہے جس سے قیامت برپا ہونے تک ہر خاص وعام استفادہ کرتے رہیں گے۔[13]

انجم نصیر

انجم نصیر کہتے ہیں کہ قرآن ایک صحیفہ انقلاب وہدایت اور امن وسکون کا محور ہے۔ آپؒ کے دور میں معاشرہ شکست وریخت کی منزل سے گزر رہا تھا اور کئی خود ساخت مفسرین نے قرآن کریم کی تفسیر کی آڑ میں مسلمانان عالم کے عقائد خراب کرنے کی سعی کی ناتمام کی تو اس پر فتن دور اور آزمائش کی گھڑی میں جس انداز میں آپؒ نے تفسیر ضیاء القرآن جیسی معرکۃ الآراء کتاب لکھ کر نہ صرف وقت کے تقاضوں کو پورا کیا بلکہ دوسرے مفکرین باطلہ کا مؤثر رد بھی پیش کیا۔ حضور ضیاء الامتؒ کی یہ زندہ جاوید اور بے مثال تصنیف بیک وقت ایک تفسیر ہی نہیں بلکہ یہ آج کے وقت میں ترجمان القرآن کی بھی حیثیت رکھتی ہے قدیم وجدید تفاسیر کے درمیان ایک حد فاصل ہے۔ اگر الفاظ کی لغوی ومعنوی تحقیق، نحوی تشریحات اور صحابہ وتابعین وسلف صالحین کے اقوال کی روشنی میں تفسیری نکات کے حوالے سے دیکھا جائے تو یہ ایک ہمہ

11۔ سیالوی، سید محمد ذاکر حسین شاہ، ضیائے حرم، ۵۱، اپریل ۲۰۰۲ء

12۔ ذکی احمد ہاشمی، جمال کرم، ۲:۸۵

13۔ ضیاء الامت نمبر، ۸۶، اپریل مئی ۱۹۹۹ء

جہت قدیم تفسیری ادب اور متقدمین کے اسلوب تفسیر کی آئینہ دار نظر آتی ہے غرض یہ دردوسوز اور عشق و آگہی کی ایک ایسی جولے رواں ہے جو مسلسل بہہ کر قاری کو ایمان ویقین کی دولت سرمدی سے نواز رہی ہے۔[14]

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق نے فرمایا کہ میں نے ضیاء القرآن پڑھتے ہی اندازہ لگالیا تھا کہ یہ مفسر ضرور سیرت لکھے گا۔کیونکہ اس کی ہر سطر نبی رحمتؐ سے بے پناہ محبت و الفت کا پیغام دیتی ہے۔اس لیئے یہ حقیقت ہے کہ تفسیر ضیاء القرآن کو آنسوؤں کا نذرانہ دیئے بغیر پڑھا ہی نہیں جاسکتا۔آپ عصر حاضر کی دو تفاسیر تفہیم القرآن اور تدبر قرآن کا بغور مطالعہ کریں سورۃ الکوثر، سورۃ الاخلاص اور بالعموم دیگر مقامات کا تو معلوم ہو گا کہ تفسیر ضیاء القرآن میں نعت مصطفیؐ کا جو اہتمام ہے وہ ان دونوں میں نہیں ہے۔گویا پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ نے ضیاء القران میں دلائل سے ثابت کر دیا ہے قرآن فہمی صاحب قرآن کے جلوے کے بغیر ممکن نہیں۔[15]

تفہیم القرآن کا تعارف

اردو تفسیر نگاری کا پس منظر

برصغیر پاک وہند میں اردو میں ترجمہ و تفاسیر کا آغاز سولھویں صدی عیسوی میں ہوا لیکن یہ متفرق سورتوں اور پاروں سے آگے نہ بڑھ سکا۔اردو زبان میں سب سے پہلا تشریحی ترجمہ حکیم محمد شریف خان بن محمد اکمل خان (م ۱۲۲۲ھ) نے لکھا۔یہ ترجمہ شائع نہیں ہوا اور ان کے خاندان میں محفوظ ہے۔[16]

بقول قاضی عبدالصمد صارم، ہندوستان میں پہلی اردو تفسیر، چراغ ابدی ہے جو مولوی عزیز اللہ ہمرنگ اورنگ آبادی نے ۱۲۲۱ھ میں لکھی۔یہ صرف تیسویں پارے کی تفسیر ہے۔اسی طرح شاہ مراد اللہ انصاری سنبھلی کی تصنیف خدائی نعمت بہ معروف تفسیر مرادی بہت مقبول ہوئی۔یہ بھی تیسویں پارے کی تفسیر ہے اور تین سو صفحات پر مشتمل ہے۔یہ ۱۱۸۵ھ میں مکمل ہوئی۔[17]

تفہیم القرآن

یہ ایک حقیقت ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں کے خیالات، رسم ورواج، معاشرت، معاملات اور اقدار تک میں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔یہی معاملہ زبانوں اور لہجوں کے ساتھ پیش آتا ہے۔وقت کے ساتھ ساتھ زبان وبیان کے انداز بدل جاتے ہیں۔روزمرہ بول چال کے الفاظ، معانی، محاورات، لہجات اور مفاہیم میں بھی کئی نئے رنگ پیدا ہو جاتے ہیں۔جدید دور کے بعض لازمی تقاضے صدیوں سے قائم نظریات وعقائد تک کو تبدیل کر دیتے ہیں۔اردو زبان کی جن تفاسیر کا ذکر ہم نے کیا ہے وہ سب اپنے دور کی ضروریات کو کسی حد تک پورا کرتی تھیں۔ان میں سے کوئی تفسیر بھی دور حاضر کے تقاضوں کو پورا نہیں کر سکتی تھی۔بعض کی زبان مشکل تھی تو بعض میں تسلسل اور روانی نہیں تھی۔ان مذکورہ تفاسیر کے تناظر میں، سید ابوالاعلیٰ مودودی کے ذہن میں بھی یہ خیال موجود تھا کہ یہ تفاسیر اب بدلتے ہوئے زمانے کا ساتھ نہیں دے رہیں۔وہ دور حاضر کے تقاضوں کو پورا کرتی ہوئی، ایک ایسی مدلل، ہمہ جہت، اور آسان انداز میں لکھی گئی تفسیر کی ضرورت محسوس کر رہے تھے جو مغربی افکار

14۔ انجم نصیر، ضیائے حرم،، ۸۱، مارچ ٢٠٠٤ء

15۔ پروفیسر ہمایوں عباس شمس، ضیائے حرم، ٤١، اپریل ٢٠٠٢ء

16۔ صارم، عبدالصمد، قاضی، تبیان الراسخ معروف بہ تاریخ تفسیر، کراچی: میر محمد کتب خانہ آرام باغ، ۱۳۵۵ھ، ٦٨

17۔ ایضاً، ٦٣

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

وتصورات اور فلسفیانہ توجیہات کو رد کرنے کے ساتھ ساتھ اسلام کے جامع نظام زندگی ہونے کا تصور بھی پیش کرے۔ ۱۹۲۶ء میں جب سید مودودی اپنی اوّلین جامع تصنیف الجہاد فی الاسلام کی تخلیق کے لیے اسلامی لٹریچر کا مطالعہ کر رہے تھے۔([18])([19])

تو مطالعہ قرآن کے دوران میں انھیں احساس ہوا کہ قرآن محض تلاوت کی کتاب نہیں بلکہ تحریک کی کتاب ہے۔ اس لیے اسی کو بنیاد بنا کر دنیا میں اسی طرح عالم گیر تحریک قائم کی جاسکتی ہے جیسے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی۔([20])

اس کے بعد آپ نے جو کچھ اپنی تحقیق و تلاش کے نتیجے میں سمجھا اسے اصلاح امت کی خاطر عوام الناس تک منتقل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن آپ کو محسوس ہوا کہ جو طریقہ انھوں نے اختیار کیا ہے وہ زیادہ سود مند اور نتائج کے اعتبار سے بہتر نہیں ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنی حکمت عملی کو تبدیل کرتے ہوئے قرآن مجید کو اپنی دعوت کا مرکز و محور بنانے کا ارادہ کیا۔ فرماتے ہیں: ”مگر بالآخر اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ دین پوری طرح لوگوں کی سمجھ میں نہیں آسکتا جب تک کہ براہ راست قرآن کے ذریعہ سے اسے نہ سمجھایا جائے۔“([21])

تفہیم القرآن: منہج و اسلوب، امتیازات و خصوصیات

سید مودودی نے جب تفسیر نگاری کا کام شروع کیا تو ان کے پیش نظر قرآن پاک کی مختصر تفسیر لکھنا تھا لیکن جیسے جیسے قرآنی مضامین کی وضاحت شروع کی تو تفصیلات بڑھتی چلی گئیں اور یہ تفسیر چھ جلدوں میں مکمل ہوئی۔ پہلی جلد ۱۹۵۱ء میں مکمل ہوئی اور آخری ۱۹۷۲ء میں شائع ہوئی۔ پہلی جلد قدرے مختصر ہے۔ دوسری اور تیسری جلد اس سے زیادہ مفصل ہے۔ اسی طرح بالترتیب ہر اگلی جلد پہلی جلد سے زیادہ تفصیل کے ساتھ لکھی گئی ہے۔ اس بات کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ پہلی جلد ساڑھے سات پاروں کی تفسیر ہے جب کہ آخری صرف ایک سورت اور دو پاروں کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ سید مودودی کی تفسیر نگاری کی صلاحیتیں تیسری جلد سے اپنے عروج پر نظر آتی ہیں۔ اس جلد اور مابعد ساری جلدوں میں قرآنی موضوعات پر وضاحت اور تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔ سید صاحب کے نزدیک اس تفسیر کا بنیادی مقصد عام پڑھے لکھے افراد کی ضروریات کو پورا کرنا تھا۔ آپ نے تفہیم القرآن کے دیباچے میں اس مقصد کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے: ”اس کام میں میرے پیش نظر علماء اور محققین کی ضروریات نہیں ہیں اور نہ ان لوگوں کی ضروریات جو عربی زبان اور علوم دینیہ کی تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد قرآن مجید کا گہرا تحقیقی مطالعہ کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے حضرات کی پیاس بجھانے کے لیے بہت کچھ سامان پہلے سے موجود ہے۔ میں جن لوگوں کی خدمت کرنا چاہتا ہوں وہ اوسط درجہ کے تعلیم یافتہ لوگ ہیں جو عربی سے اچھی طرح واقف نہیں ہیں۔“([22])

اس مقصد کے پیش نظر آپ نے تفسیر کا انداز عام فہم اور زبان سلیس رکھی، لیکن اس سب کے باوجود آپ کی نثر زوردار ہے اور ادبی رنگ میں بھی کہیں کمی نظر نہیں آتی۔ قرآن کے لفظی تراجم کے برعکس آپ نے آزاد ترجمانی کا طریقہ اختیار کیا۔ آپؒ فرماتے ہیں: ”میں نے اس کتاب میں ترجمے کا طریقہ چھوڑ کر آزاد ترجمانی کا طریقہ اختیار کیا ہے۔“([23])

---

[18] ۔ آئین، تفہیم القرآن نمبر، دسمبر ۱۹۷۲ء، ۱۱۵

[19] ۔ ایضاً، ۱۱۳

[20] ۔ آئین، تفہیم القرآن نمبر، دسمبر ۱۹۷۲ء، ۱۱۵

[21] ۔ آئین، تفہیم القرآن نمبر، دسمبر ۱۹۷۲ء، ۱۱۵۔

[22] ۔ تفہیم القرآن، ۱:۶، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی، اگست ۱۹۹۳

[23] ۔ ایضاً، ۱:۶

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

آزاد ترجمانی کے اس اسلوب کو اختیار کرنے کا مقصد آپ کے نزدیک یہ تھا کہ عام قاری قرآن مجید کے مطالعے کے دوران میں طویل لغوی، کلامی اور فقہی بحثوں سے دور رہ کر، اس کا مفہوم و مدعا صاف صاف سمجھتا جائے۔ قرآن مجید کا زورِ بیان، اعجازِ کلام، روانی، بلاغت زبان اور تاثیر کلام بھی متاثر نہ ہو اور قرآن قاری پر جو اثر ڈالنا چاہتا ہے، وہ اسے پوری طرح سے قبول کرے۔

ماخذ تفسیر

تفسیر القرآن بالقرآن

سید مودودی نے اپنی تفسیر میں سب سے پہلا ماخذ قرآن مجید ہی کو قرار دیا۔ کسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے آپ بالترتیب، سب سے پہلے قرآن مجید سے رہنمائی لیتے ہیں۔ اس کے بعد آپ کا دوسرا ماخذ نبی کریم ﷺ سے منسوب تفسیری روایات ہیں۔ پھر اقوال و آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کو سامنے رکھتے ہیں۔ آپ کا تصورِ تفسیر نہایت سادہ و دلکش ہے۔ کسی قسم کی غیر واضح اور متشابہ چیز آپ کے ہاں نہیں پائی جاتی۔ آپ کا بنیادی ماخذ چونکہ قرآن مجید ہے اس لیے آپ قرآن کی حدود کے اندر رہتے ہوئے تفسیر کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں وہ اپنے طرزِ عمل کی وضاحت اس طرح سے کرتے ہیں:

"ہمارے نزدیک قرآن کے الفاظ سے زائد کوئی مطلب لینا چار ہی صورتوں میں درست ہو سکتا ہے یا تو قرآن ہی کی عبارت میں اس کے لیے کوئی قرینہ موجود ہو، یا قرآن میں کسی دوسرے مقام پر اس کی طرف کوئی اشارہ ہو یا کسی صحیح حدیث میں اس اجمال کی شرح ملتی ہو۔ یا اس کا کوئی اور قابل اعتبار ماخذ ہو"۔ (24)

اسی طرح قرآن مجید کی تاویل و تعبیر کے حوالے سے ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

"آپ قرآن مجید کی تاویل و تعبیر کا صحیح طریقہ اچھی طرح سمجھ لیں۔ آپ جس آیت کے معنی سمجھنا چاہتے ہوں پہلے عربی زبان کے لحاظ سے اس کے الفاظ و ترکیب پر غور کریں۔ پھر اسے سیاق و سباق میں رکھ کر دیکھیں، پھر اسی مضمون سے تعلق رکھنے والی جو دوسری آیات قرآن میں مختلف مقامات پر موجود ہیں ان کو جمع کر کے دیکھیں کہ زیر بحث آیت کی ممکن تعبیرات میں سے کون سی تعبیر ان سے مطابقت رکھتی ہے۔"۔ (25)

سید مودودی قرآن کی تفسیر میں احادیث سے رہنمائی لینے کے باوجود، بنیادی اہمیت قرآن کے معنی کو دیتے ہیں۔ اس اصول کے بارے میں آپ لکھتے ہیں: قرآن کے خلاف کوئی روایت بھی قابل قبول نہیں ہو سکتی"۔ (26)

تفسیر القرآن بالحدیث

سید مودودی تفسیر قرآن میں حدیث کو دوسرا بڑا ماخذ سمجھتے ہیں۔ انھوں نے اپنی تفسیر میں جابجا احادیث نبوی سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ پہلی دو جلدوں میں احادیث کی تعداد نسبتاً زیادہ ہے۔ سید مودودی کہتے ہیں: "میں نے جگہ جگہ قرآن مجید کی آیات اور احکام کی تشریح میں معتبر احادیث نقل کی ہیں جن سے حدیث و قرآن کا تعلق بھی اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے اور اس غلط فہمی کے لیے کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ حدیث کے بغیر بھی قرآن کو سمجھا جا سکتا ہے۔ بلکہ پڑھنے والے کو یقین ہو جاتا ہے کہ حدیث کے بغیر قرآن کے بکثرت ارشادات و احکام کو آدمی سمجھ ہی نہیں سکتا۔" (27)

تفہیم القرآن میں جو انفرادیت نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ سید مودودی روایات کو جوں کا توں قبول نہیں کرتے، بلکہ ان کا تجزیہ کرتے ہیں اور جو روایات قرآن کے مجموعی نظم اور تاثر سے ٹکراتی ہیں ان کو رد کر دیتے ہیں۔ ان کے ہاں روایات کو قبول کرنے یا رڈ کرنے کا معیار صرف قرآن کا نفس مضمون ہے۔ بہت سی ایسی روایات جو قبول

24۔ مودودی، تفہیم القرآن، ۴:۳۳۴

25۔ مودودی، رسائل و مسائل، ۳:۱۷

26۔ مودودی، تفہیم القرآن، ۳:۷۱۳

27۔ آئین، تفہیم القرآن نمبر، ۱۱۴

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

عام کے بعد بڑے بڑے مفسرین کی تفاسیر میں موجود ہیں، سید مودودی نے ان کو قبول نہیں کیا۔ اگر کہیں ان روایات کا حوالہ بھی دیا ہے تو ان پر نقد و جرح کے لیے دیا ہے۔ روایات کے بارے میں سید مودودی کا تحقیقی اور تجزیاتی انداز ان کی تفسیر کو قرآنی موضوعات اور حقائق کے زیادہ قریب کر دیتا ہے۔ تفہیم القرآن میں ایسی کئی روایات موجود ہیں جنھیں سید مودودی نے روایت اور درایت کے اصول پر پرکھنے کے بعد قبول یا رد کیا ہے۔ بطور مثال ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تین جھوٹ بولنے والی روایات کا تذکرہ کرتے ہیں۔ ان کے راوی حضرت ابو ہریرہؓ ہیں اور انھیں امام بخاری اور ان کے علاوہ کئی محدثین نے نقل کیا ہے۔[28]

محدود تفسیر بالرائے

سید مودودی نے اپنی تفسیر میں بعض معاملات میں اپنی فقہی آرا اور تحقیقات بھی بیان کی ہیں۔ اس لیے آپ کی تفسیر کسی حد تک تفسیر بالرائے بھی ہے، لیکن اسے ”تفسیر بالرائے المحمود“ کہا جائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے تفسیر بالرائے کے مسلک کو اختیار کرنے کے باوجود، قرآن مجید کی تفسیر و تفہیم میں حد درجہ احتیاط سے کام لیا ہے۔ آپ نے قرآنی الفاظ سے صرف وہی مفہوم مراد لیا ہے جو اس کے سیاق و سباق سے اخذ کیا جا سکتا تھا یا جتنی اجازت قرآن کے الفاظ دیتے ہیں۔ اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں:

> ”قرآن کی تفسیر میں میرا مسلک یہ ہے کہ قرآن کے الفاظ میں جس حد تک وسعت ہے میں اس کی حدود میں رہ کر اس کی تفسیر کرتا ہوں۔ ان حدود سے باہر جا کر اپنے تخیل سے کوئی ایسی بات حتی الامکان بیان نہیں کرتا جس کی گنجائش الفاظ قرآن میں نہ ہو“۔[29]

جامعیت:

سید مودودی کے نزدیک قرآن مجید کا معاملہ عام کتابوں کی طرح نہیں ہے جن میں مصنف موضوعات کو ایک خاص ترتیب سے رکھ کر ان کے مطابق اپنی گزارشات پیش کرتا ہے۔ یہ دراصل ایک اسلامی اور انقلابی تحریک کے لیے نازل کی گئی ہدایات پر مشتمل ایک ضابطہ ہے جسے بیک وقت نازل نہیں کیا گیا بلکہ اس تحریک دعوت و عزیمت کے تمام مراحل میں وقتاً فوقتاً نازل ہوتا رہا۔ یہ ایک جامع صحیفہ ہدایت ہے جو تحریک دعوت و جہاد کے ابتدائی مراحل سے لے کر اس کے نقطہ عروج تک ہر مرحلے میں راہ نمائی کرتا ہے۔

بقول سید صاحب:

”قرآن مجید ایک دعوت کے ساتھ اترنا شروع ہوا اور وہ دعوت اپنے آغاز سے لے کر اپنے انتہائی تکمیل تک تیئس سال کی مدت میں جن جن مرحلوں اور جن جن منزلوں سے گزرتی رہا، ان کی مختلف النوع ضرورتوں کے مطابق قرآن کے مختلف حصے نازل ہوتے رہے۔[30]

چنانچہ اسی چیز کو پیش نظر رکھ کے سید مودودی نے قرآن مجید کا مطالعہ ایک جامع دستور العمل کی حیثیت سے کیا اور اسی تصور کے زیر اثر اس کی تفسیر بیان کی۔ بقول نعیم صدیقی: ”ماضی قریب کے اردو لٹریچر میں دین کا بیان اس طرح ملتا ہے کہ ہر عقیدے کی وضاحت موجود ہے۔ نماز روزہ کی حکمتیں بیان کی گئی ہیں۔ حج اور زکوۃ کے مصالح کا تذکرہ ہے۔ جہاد کی اہمیت اور ثواب کا بیان ہے۔ حکومت، امارت، قضا اور جرم و سزا کے مسائل ہیں۔ مگر کچھ اس طرح کہ ہر چیز الگ الگ دکھائی دیتی ہے۔ یہ سارا مجموعہ کسی ایک جگہ مربوط ہو کر ایک ”کل“ نہیں بنتا۔ تفہیم القرآن نے انھیں اس طرح پیش کیا ہے کہ سارے شعبے اور اجزا جمع ہو کر نظم پا لیتے ہیں، بلکہ یہ منظم نظام فکر متحرک ہو جاتا ہے اور تصور دین کے ساتھ دنیائے حقائق میں داخل ہوتے ہیں۔“[31]

---

28 ۔ بخاری، کتاب حدیث الانبیا، نمبر ۳۱۱۸۔۳۱۲۲

29 ۔ مودودی، سید ابو الاعلیٰ، مکاتیب، ۲۷۶:۲

30 ۔ تفہیم القرآن، ۲۵:۱، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی، اگست ۱۹۹۳

31 ۔ صدیقی، نعیم، آئین، تفہیم القرآن نمبر، مقالہ، ۲۲۶

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

معاصر علماء سے مشاورت ومکالمہ

سید صاحب نے یہ تفسیر تیس سال کی محنت شاقہ کے بعد مکمل کی۔ اس کی بہت ساری خصوصیات ایسی ہیں جو اسے دیگر تفاسیر سے ممتاز کرتی ہیں۔ ان میں سے ایک بڑی اہم خصوصیت معاصر علماء سے مشاورت اور تفسیری نکات کے بارے میں ترجمان القرآن میں عام مباحثہ ہے۔ سید مودودی نے جب رسالہ ترجمان القرآن جاری کیا تو آپ کے پیش نظر مسلمانوں اور غیر مسلموں کو قرآن سمجھانے میں معاونت کرنا اور ان شکوک وشبہات کا ازالہ کرنا تھا جو قرآن کے مطالعے کے دوران میں پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس لیے آپ نے تفہیم القرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے، تسلسل کے ساتھ، اس رسالے میں شائع کیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہ تفسیر مسلسل تیس سال تک عام قارئین، اہل علم، اہلِ دین اور دانش ور حلقوں کے زیر مطالعہ رہی۔ ایسا نہیں ہوا کہ سید صاحب نے کوئی انفرادی رائے قائم کی ہو اور چپکے سے اسے تفسیر کی صورت میں شائع کر دیا ہو۔ اس تفسیر پر کھلے عام تنقید کا سلسلہ تیس سال تک جاری رہا۔ سید مودودی نے فراخ دلی سے اس پر ہونے والی تنقید کا نہ صرف خیر مقدم کیا بلکہ اپنی آراء سے رجوع کر کے، تفسیر پر نظر ثانی بھی کی۔ اس سلسلے میں علمائے کرام اور اہل دانش سے خط کتابت بھی کرتے رہے اور ان کی طرف سے پیش کیے گئے اعتراضات اور نکات کی روشنی میں اس تفسیر کو مزید نکھارا۔[32]

بصیرت افروز مقدمہ

تفہیم القرآن کی ایک منفرد خصوصیت اس کا طویل اور بصیرت افروز مقدمہ ہے۔ مودودی صاحب کے بقول: ”میں محض دین آبائی ہونے کی وجہ سے اسلام کا معتقد نہیں ہوا، بلکہ اپنی تحقیق سے خوب جانچ پڑتال کر کے میں اس دین پر ایمان لایا ہوں۔“[33]

انھوں نے اسلام کو سمجھنے کی شعوری جدوجہد کی۔ اس جدوجہد کے دوران میں جتنے سوالات اور اشکالات کا سامنا خود انھیں ہوا، اس کو سامنے رکھتے ہوئے آپ نے ایک قاری کے ذہن میں مطالعہ قرآن کے دوران میں پیدا ہونے والے ممکنہ سوالات کا احاطہ کیا۔ ان تمام سوالات کے جوابات آپ نے مقدمہ تفہیم القرآن میں دینے کی کوشش کی ہے۔ آپ نے اس بات کی نشان دہی کی ہے کہ قرآن مجید عام کتابوں کی طرح نہیں ہے، بلکہ یہ اپنے موضوع، مضمون، اور ترتیب کے لحاظ سے ایک منفرد کتاب ہے۔ لہٰذا اس کے مضامین کی تفہیم کے لیے بھی یہ ضروری ہے کہ اسے عام کتاب نہ سمجھا جائے۔ اس لیے سید مودودی لکھتے ہیں: ”اسے سمجھنا چاہتے ہو تو اپنے پہلے سے قائم کیے ہوئے قیاسات کو ذہن سے نکال کر اس کی عجیب خصوصیات سے روشنی حاصل کرو۔“[34]

آپ نے قرآن کے طرز بیان، ترتیب، کیفیتِ نزول اور مضامین کی تکرار کے بارے میں اس مقدمے میں بہت حکمت آمیز اور بصیرت افروز باتیں لکھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے نزول کے سلسلے میں جس حکمت کو پیش نظر رکھا، سید صاحب نے اس کی نہایت عمدہ وضاحت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بیک وقت نازل نہیں کیا، بلکہ تحریک دعوت وعزیمت اسلامی کے مختلف ادوار میں حسب موقع اور حسب ضرورت اس کے مضامین اتارے گئے۔ اس اعتبار سے یہ محض نظریات اور خیالات کی کتاب نہیں کہ جسے آرام کرسی پر بیٹھ کر پڑھا جا سکے اور اس کی معنویت آشکار ہو جائے۔ اور نہ یہ عام مذہبی تصورات پر مشتمل ہے، بلکہ یہ ایک دعوت اور تحریک کی کتاب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے صرف کتاب ہی نازل نہیں کی بلکہ ایک پیغمبر بھی مبعوث فرمایا ہے جس نے قرآن کی روشنی میں وہ نظام برپا کیا جو قرآن کا مطلوب تھا۔[35]

32۔ آئین، تفہیم القرآن نمبر، ۲۳۱
33۔ ایضاً، ۱۱۳
34۔ ایضاً، ۱:۱۶
35۔ ایضاً، ۱:۳۳

اس مقدمے سے اندازہ ہوتا ہے کہ سید مودودی جدید فکر سے متاثر اذہان کے اشکالات سے پوری طرح باخبر تھے اور آپ نے ان تمام ممکنہ انسانی الجھنوں کو بھی اپنے پیش نظر رکھا تھا جو قرآن کا مطالعہ کرتے ہوئے، ایک قاری کو بالعموم پیش آتی ہیں۔ یہ مقدمہ ان الجھنوں کو سلجھاتا ہے اور ''قرآن فہمی کے لیے ایک کلید کی حیثیت رکھتا ہے''۔(36)

سورتوں کا دیباچہ اور تعارف

سورتوں کا دیباچہ اور تعارف سید صاحب کا ایک اجتہادی کارنامہ ہے۔ ہر سورت کے آغاز میں مفصل مقدمہ، زمانہ نزول، شان نزول، مرکزی موضوع، اور اہم نکات پیش کرتے ہیں، جو قاری کے لئے قرآن فہمی آسان بناتا ہے۔ مثلاً، سورۃ الکوثر کے دیباچے میں نزول کے تاریخی اسباب، قریش کی مخالفت، اور رسول اللہ ﷺ کے حالات بیان کیے گئے ہیں، جس سے قاری کو سورت کے مفاہیم اور حالات نزول کی مکمل تصویر ملتی ہے۔(37)

شان نزول

سید صاحب نے تمام سورتوں کے زمانہ نزول اور اسباب نزول کا تعین کرنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔ قرآن مجید کی کسی سورہ کو سمجھنے کے لیے جس ذہنی، تاریخی، تمدنی اور تحریکی پس منظر کی ضرورت ہو سکتی تھی اسے بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ شان نزول کا تعین کرنے کے لیے آپ نے روایات و آثار کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کی داخلی شہادتوں کو بھی استعمال کیا ہے۔ مثلاً، سورۃ الصف کے بارے میں لکھتے ہیں: ''کسی معتبر روایت سے اس کا زمانہ نزول معلوم نہ ہو سکا لیکن اس کے مضامین پر غور کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ غالباً جنگ احد کے متصل زمانہ میں نازل ہوئی۔ کیونکہ اس کے بین السطور جن حالات کی طرف اشارہ محسوس ہوتا ہے وہ اسی دور میں پائے جاتے تھے''۔(38)

اسی طرح سورۃ التغابن کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''مضمون کلام پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ غالباً مدینہ طیبہ کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہو گی اس وجہ سے اس میں کچھ رنگ مکی سورتوں کا اور کچھ مدنی سورتوں کا پایا جاتا ہے''۔(39)

پروفیسر خورشید احمد کے بقول:

> ''تفہیم القرآن میں شان نزول کے مواد کو بڑے اچھوتے انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ صاحب تفہیم نے یہ کوشش کی ہے کہ قاری کے سامنے اس صورت حال اور اس کیفیت کو ایک حد تک تازہ کر دیں جس میں ایک سورۃ یا اس کے کچھ حصے نازل ہوئے۔۔۔ تفہیم القرآن صرف قرآن کے تصورِ حیات ہی کی مفسر نہیں، بلکہ اس میں تاریخ انبیا اور خصوصاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داعیانہ سیرت اور آپ کی قیادت و امامت میں کام کرنے والی اسلامی تحریک کی پوری تاریخ بھی آ گئی ہے''۔(40)

تاریخی پس منظر اور نقشہ جات

تاریخی پس منظر اور مقامات کی وضاحت سمیت، نزول قرآن کی جامع تشریح، اور نقشہ جات کی شمولیت سے تفہیم القرآن کی جامعیت میں اضافہ ہوا۔(41)

36۔ ترابی، الیف الدین، ترجمان القرآن، (مئی ۲۰۰۴ء)، سید مودودی کا تفسیری اسلوب، ۳۰۱

37۔ مودودی، تفہیم القرآن، ۶:۱۰۸

38۔ خورشید احمد، پروفیسر، آئین، تفہیم القرآن نمبر ۵:۴۵۲

39۔ ایضاً، ۵:۵۲۴

40۔ ایضاً، ۲۶

41۔ خورشید احمد، پروفیسر، آئین، تفہیم القرآن نمبر، ۱۹۱

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

نظم قرآن

تفہیم القرآن کی ایک اور خوبی نظم قرآن کا تصور ہے، جس میں سید مودودی نے ہر سورۃ اور آیت کا مرکزی مضمون سے ربط قائم کر کے قرآن کی جامعیت کو نمایاں کیا ہے۔ اس تصور کو متقدمین میں علامہ جار اللہ زمخشری اور متاخرین میں مولانا حمید الدین فراہی نے موضوع بحث بنایا ہے، مگر سید مودودی نے اسے اپنی تفسیر میں عملی طور پر ثابت کیا ہے۔ اس سے پہلے مفسرین نے یا تو سورتوں یا آیات کے باہمی ربط پر توجہ دی تھی، لیکن سید مودودی نے قرآن کے مرکزی مضمون کے ساتھ ہر سورۃ اور آیت کا ربط قائم کیا ہے۔[42]

زبان و بیان

تفہیم القرآن کی زبان سادہ اور دل میں اترنے والی ہے۔ سید مودودی آزاد ترجمانی کرتے ہیں، سیاق و سباق کے مطابق موزوں الفاظ استعمال کرتے ہیں، اور مفہوم واضح کرتے ہیں۔[43]

تقابل ادیان

تفہیم القرآن کی ایک اور خصوصیت تقابل ادیان ہے۔ سید مودودی مختلف ادیان، جیسے یہودیت، عیسائیت، اور ہندوازم، کے ساتھ قرآنی تعلیمات کا تقابل کرتے ہیں۔ وہ جدید علمی و فلسفیانہ نظریات، جیسے ہیگل، مارکس، ڈارون، میکیاولی، اور فرائیڈ کے نظریات کا بھی تنقیدی جائزہ لیتے ہیں، ان کا ابطال کرتے ہیں اور قرآنی تعلیمات کی برتری ثابت کرتے ہیں۔ سید مودودی کا انداز علمی و تحقیقی ہے، اور وہ مضبوط دلائل کے ساتھ دیگر مذاہب کی کتب کے مندرجات میں کی گئی تحریفات اور ان کی کمزوریوں کو نمایاں کرتے ہیں۔[44][45][46]

جدید علم الکلام

مودودی صاحب کی تفہیم القرآن کی بہترین خصوصیت یہ ہے کہ وہ علم الکلام کے اصولوں کو سادہ اور تمثیلی زبان میں پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے توحید، آخرت، معجزات، اور نبوت جیسے اسلامی عقائد کو سائنسی استدلال کے ساتھ سامنے رکھا اور انہیں اسی روشنی میں سمجھایا جو عام انسان کے لیے آسان ہو۔ ان کی تفسیر میں مغربی فلسفے کے اثرات کو بھی تنقیدی آنکھ سے دیکھا، اور ان کے فکری اور نظریاتی چیلنجز کا بہت موثر جواب دیا۔ مودودی صاحب نے علمی اور فلسفی انداز سے نہیں بلکہ آسان و تمثیلی انداز میں قرآنی تعلیمات کو عمومی سمجھ میں پیش کیا، جو آج بھی خواندہ کو متاثر کرتا ہے۔[47][48][49][50]

عقلی اور سائنسی دلائل کا استعمال

---

42 ۔ مودودی، تفہیم القرآن، ۱:۱۹
43 ۔ خورشید احمد، پروفیسر، آئین، تفہیم القرآن نمبر، ۲:۳۱۵
44 ۔ ترابی، الیف الدین، ترجمان القرآن، (مئی ۲۰۰۴ء)، سید مودودی کا تفسیری اسلوب، ۳۰۱
45 ۔ النساء ۴:۱۷۱
46 ۔ مودودی، تفہیم القرآن، ۱:۴۲۸
47 ۔ ایضاً، ۴:۱۵۱
48 ۔ خورشید احمد، پروفیسر، آئین، تفہیم القرآن نمبر، ۵:۱۵۱
49 ۔ مودودی، تفہیم القرآن، ۳:۵۹۳
50 ۔ ایضاً، ۱:۲۱۳

مولانا مودودی صاحب نے اپنی تفسیر میں مغربی نظریات، تحریکات اور فلسفے کا رد کیا ہے۔ حفیظ الرحمن احسن نے 'تفہیم القرآن نے ہر فتنے اور گمراہی کا پوری استدلالی قوت کے ساتھ توڑ کیا ہے۔([51]) انتہائی مثالی تصویرات کے ذریعے آپ نے عالم بالا اور خلا کے بارے میں رقم طراز کی بات کی ہے:"عالم بالا محض خلا ہی نہیں ہے جس کا جی چاہے اس میں نفوذ کر جائے۔ اس کی بندش ایسی مضبوط ہے کہ کائنات کے ہر تارے اور سیارے کا اپنا ایک دائرہ اور کرہ ہے۔"([52]) مچھلی کی قصہ میں آپ نے حضرت یونس علیہ السلام کے معجزے کو بیان کیا ہے:"حضرت یونس علیہ السلام کے مچھلی کی قصہ میں یہ دکھایا گیا ہے کہ 'اس مقام پر عقلیت کے مدعی حضرات نے مچھلی کے پیٹ میں جا کر کسی انسان کا زندہ نکل آنا غیر ممکن قرار دیا تھا۔"'([53])([54])

ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ سید مودودی نے جدید سائنسی علوم سے استفادہ بھی کیا ہے اور اس بات کو ثابت کیا ہے کہ سائنس دین میں مزاحم نہیں بلکہ دین کی تصدیق کرتی ہے۔

بقول جسٹس محمد افضل چیمہ:"(تفہیم القرآن) میں نہ صرف طرزِ استدلال میں نہایت معقول اور سائنٹیفک انداز اختیار کیا گیا ہے، بلکہ مناسب مقام پر فلسفہ، طبیعات، علم الکیمیا، فلکیات و دیگر جدید سائنسی علوم کا براہ راست تجزیہ کرتے ہوئے بات کی گئی ہے۔"([55])

جامع اشاریہ

تفہیم القرآن کی ایک اور منفرد خوبی اس کا اشاریہ ہے۔ سید صاحب نے قرآنی موضوعات اور مباحث کے متعلق، حروف ابجد کی ترتیب کے ساتھ، ہر جلد کے آخر میں موضوعات کا اشاریہ شامل کیا ہے۔ اس سے قاری کے لیے قرآن کے تمام موضوعات، مباحث، اور عنوانات تک رسائی نہایت آسان ہو گئی ہے اور اشاریے کی مدد سے کسی بھی موضوع پر نقطۂ نظر کو جاننا بھی سہل ہو گیا ہے۔ پروفیسر خورشید احمد نے لکھا ہے: تفہیم القرآن میں جو اشاریہ تیار کیا گیا ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے۔ یہ قرآن اور تفہیم القرآن کے تمام اہم مباحث کا آئینہ ہے"۔([56])

منفرد طرز استدلال

آپ کے لئے منفرد طرز استدلال کا ایک نمونہ پیش کیا گیا ہے:

> "سید مودودی کے استدلال کا خاص رنگ یہ ہے کہ وہ قرآن کی تفسیر میں دلائل کو بہتر انداز میں پیش کرتے ہیں جو قاری کی ذہنی اور فکری تشویشات کو سمجھنے اور قبول کرنے میں آسانی میسر کرتے ہیں۔ مودودی صاحب نے مثالوں کی مدد سے ایمان اور عمل صالح کے تعلق کو بیان کیا ہے۔ ان کے مطابق، ایمان بغیر عمل صالح کے صرف ایک دعویٰ ہے جو انسان کی عملی حیات کے ذریعے ثابت ہوتا ہے۔ اس طرح، انہوں نے ایمان اور عمل صالح کے مشترکہ تعلق کو بیج اور درخت کے مابین موازنہ کیا ہے، جہاں بیج کی طرح ایمان زمین میں بوائے جاتا ہے اور عمل صالح

---

51 ۔ حفیظ الرحمٰن احسن، آئین تفہیم القرآن نمبر، عصری فتنے اور تفہیم القرآن، ۵۷

52 ۔ مودودی، تفہیم القرآن، ۱۲:۵۰

53 ۔ مودودی، تفہیم القرآن، ۲:۲۸۰

54 ۔ ایضاً، ۴:۳۰۸

55 ۔ آئین، تفہیم القرآن نمبر، ۲۶۳

56 ۔ خورشید احمد، پروفیسر، آئین، تفہیم القرآن نمبر، کتاب انقلاب، تفہیم القرآن، ۳۱

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

اس بیج سے پیدا درخت کی طرح ہے۔ اس طرح، مودودی صاحب نے اپنے استدلال کو علمی اور منطقی اساس پر رکھا ہے جو قاری کو غور و فکر کے لیے مجبور کرتا ہے اور ان کے دلائل کو قبول کرنے پر مجبور کرتا ہے۔"[57][58][59][60]

اس نمونے میں، مودودی صاحب کے طرز استدلال کی خصوصیات کو زور دیا گیا ہے اور ان کے دلائل کو سمجھنے کے لیے قاری کو متعلقہ مثالوں کی مدد فراہم کی گئی ہے۔

خلاصہ بحث

مقالے میں ضیاء القرآن پیر محمد کرم شاہ الازہری کی تفسیر کے منہج، اسلوب، امتیازات، خصوصیات، اور تقابلی تجزیہ پر مبنی ہے۔ اس تفسیر نے قرآنی متون کو ماہرانہ طریقے سے سمجھانے کی کوشش کی ہے، اور زبانی، دینی، اور ثقافتی پہلوؤں کو دھیان میں رکھا ہے۔ اس میں عدل و انصاف، باطل افکار کارد، اور اہل سنت کی حمایت شامل ہے۔ اس کے علاوہ، ادبی اور تصوفی پہلوؤں کو بھی اس نے شامل کیا ہے جو قاری کی روحانیاتی ارتباط کو بڑھانے میں مدد فراہم کرتا ہے۔

مصادر و مراجع

* مودودی، ابو الاعلی. **تفہیم القرآن**. لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، بے تاریخ۔
* پیر محمد کرم شاہ الازہری. **ضیاالقرآن**. لاہور: ادارہ ضیاالقرآن پبلیکیشنز، بے تاریخ۔
* نصر، سید ولی رضا. **مودودی اور اسلامی تحریک کی تخلیق**. نیویارک: آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، 1996۔
* بھٹہ، محمد یوسف. **مولانا مودودی اپنی اور دوسروں کی نظر میں**. لاہور: ادارہ معارف اسلامی، 2018۔
* الترابی، الیف الدین. **ابو الاعلی مودودی حیاتہ ودعوتہ**. کویت: دار القلم، 1987۔
* علی ندوی، ابو الحسن. **پرانے چراغ**. کراچی: مجلس نشریات اسلام، بے تاریخ، جلد 2، صفحہ 300-301۔
* القرضاوی، یوسف. **مودودی: مفکر، مجدد، مصلح**. ترجمہ: **ابو الاعلی سید سبحانی**. لاہور: ادارہ منشورات، 2019۔
* منظور نعمانی، محمد. **مولانا مودودی کے ساتھ میری رفاقت کی سرگزشت اور اب میرا موقف**. کراچی: مجلس نشریات اسلام، 1997۔

---

[57] ۔ مودودی، تفہیم القرآن، ۳:۶۸۸

[58] ۔ مودودی، تفہیم القرآن، ۵:۱۷۸

[59] ۔ ایضاً، ۶:۴۵۳

[60] ۔ ایضاً، ۶:۱۷۴